حصّہ ۲ دوم

بحار الانوار

ملّا محمد باقر مجلسی رحمہ اللہ

ترجمہ

علامۂ عصر مفتی سیّد طیّب آغا الموسوی الحسینی الجزائری دام ظلہ

در حالات

امام حسین علیہ السلام

محفوظ بک ایجنسی
امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵
فون: ۴۲۴۲۸۶

تاریخ اشاعت ــــــــ ١٥ر اکتوبر ١٩٨١ء
بار ــــــــ اوّل
ناشر ــــــــ محفوظ بک ایجنسی
مطبع ــــــــ سندھ آفسٹ پرنٹرز
قیمت ــــــــ قسم اوّل

تصدیق صحت آیاتِ قرآنی

کتاب
بحار الانوار

میں نے کتاب ہذا میں آیاتِ قرآنی کو حرفاً حرفاً پورے غور و خوض سے دیکھا اور پڑھا میں تصدیق کرتا ہوں کہ ان آیات میں کوئی کمی و بیشی اور کتابت میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حافظ محمد یٰسین
سند یافتہ
امام نائب جامع مسجد
ڈاکخانہ نمبر ۵ لیاقت آباد
کراچی

فہرست مطالب

اس نے کہا ہمارا بادشاہ میرے واپس جانے پر یہاں کے متعلق استفسار کرے گا لہٰذا چاہتا ہوں کہ اس شخص سے بھی مطلع رہوں تاکہ وہ بھی اس خوشی میں تمھارے ساتھ شریک ہو۔ یزید نے کہا یہ سر حسینؑ ابنِ علیؑ کا ہے، رومی نے کہا مادرِ حسینؑ کون ہے؟ کہا فاطمہؑ بنتِ رسولؐ۔ یہ سنکر نصرانی نے کہا اے یزید! وائے تجھ پر اور تیرے دین پر، میرا دین تیرے دین سے بہتر ہے۔ میرا باپ داؤد پیغمبر علیہ السّلام کی اولاد واحفاد سے ہے، میرے اور ان حضرات کے درمیان کئی پشتیں گذری ہیں لیکن نصاریٰ میری تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور میرے پاؤں کی خاک کو تبرک سمجھ کر لے جاتے ہیں اور تمھارا یہ حال ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے نواسے کو قتل کیا ہے حالانکہ وہ تمھارے پیغمبرؐ سے صرف ایک ماں کا فاصلہ رکھتا ہے۔ تمھارا یہ مذہب کیا ہے؟ پھر اس نے کہا اے یزید تو نے کلیسائے حافر کا حال سنا ہے؟ اس نے کہا بیان کر ــــــــ نصرانی نے بیان کیا کہ مابین عمان و چین ایک سمندر ہے جس کی مسافت سال بھر کی ہے، وہاں سوائے ایک شہر کے کوئی آبادی و شہر نہیں ہے، یہ شہر وسطِ بحر میں واقع ہے، اس کا طول ہشتاد در ہشتاد فرسخ ہے، ربع مسکون میں کوئی شہر اس سے بڑا نہیں ہے وہاں کافور اور یاقوت پیدا ہوتا ہے اور درخت عود و عنبر کے اُگتے ہیں۔ یہ شہر نصاریٰ کے قبضہ میں ہے، سوان کے کسی کو وہاں دخل نہیں ہے، اس شہر میں بہت سے کلیسا ہیں لیکن سب سے بڑا کلیسائے حافر ہے۔ اس کی محراب میں ایک سونے کی قندیل آویزاں ہے۔ کہتے ہیں کہ اس میں حضرت عیسیٰؑ کے گدھے کا سُم رکھا ہوا ہے، اس بنا پر وہاں تمام سال تمام نصاریٰ کا اژدحام رہتا ہے۔ خاص وعام اس کی زیارت کے لیے آتے اور اُس کو چُومتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں۔ یہ حال ہے اُن کے گدھے کے سُم کے متعلق جس کے متعلق ان کا گمان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اس پر سوار ہوتے تھے، اور تم نے اپنے پیغمبرؐ کے نواسے کو قتل کردیا، خدا تم میں اور تمھارے دین میں برکت نہ دے۔ یزید نے کہا اس نصرانی کو قتل کرو تاکہ یہ مجھے اپنے ملک میں رسوانہ کرے، نصرانی نے جب یزید کا یہ ارادہ معلوم کیا تو کہا مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ یزید نے کہا ہاں، کہا اے یزید سُن لے کہ آج شب کو میں نے تیرے پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں، اے نصرانی! تم اہلِ جنت سے ہو، پس میں اس کلام سے متعجب ہوا اور اس کا بھید مجھ پر نہ کھلا اب میں گواہی دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمدؐ پیغمبر برحق ہیں، بعدہٗ دوڑ کے سرِ امام حسین علیہ السّلام کو سینہ سے لگالیا اور بوسے لیتا تھا اور روتا تھا یہاں تک کہ مارا گیا۔

صاحبِ مناقب نے لکھا ہے اور ابو مخنف وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ یزید نے حکم دیا کہ سرِ مبارک قصر کے دروازے پر لٹکایا جائے اور اہلبیتؑ کو گھر میں بلوایا، جب اہلبیتؑ یزید کے گھر میں گئے تو تمام

زنانِ آلِ سفیان رونے لگیں اور حسینؑ پر نوحہ کرتیں استقبال کو آئیں اور تمام پُر تکلف لباس و زیور اتار ڈالے اور تین روز ماتم برپا رکھا اور ہندہ دختر عبداللہ بن عامر زنِ یزید جو پیشتر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں تھی پردوں کو ہٹا کر باہر نکلی اور دربارِ عام میں باہر نکل آئی، اس نے چیخ کر کہا: اے یزید! تو نے سرِ فرزندِ رسولؐ میرے دروازے پر لٹکایا ہے۔ یزید یہ حال دیکھ کر دوڑا اور چادر اس کے سر پر ڈال دی اور کہا: اے ہند تو بیشک نواسۂ رسولؐ و سیّدِ قریش پر گریہ و نوحہ کر، خدا لعنت کرے ابنِ زیاد پر اس نے حسینؑ کے قتل میں عجلت کی۔

سیّد وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت سیّد الساجدین علیہ السلام ایک روز بازارِ دمشق میں جارہے تھے منہال بن عمر حضرت کو راہ میں ملے، انھوں نے پوچھا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت نے جواب دیا ہمارا وہی حال ہے جو بنی اسرائیل کا تھا، آلِ فرعون میں کہ وہ ان کے مَردوں کو مار ڈالتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے، اے منہال عرب عجم پر فخر کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ عرب سے تھے اور قریش باقی عرب پر فخر کرتے ہیں کہ محمدؐ ہم میں سے ہیں اور ہم کو جو اہلبیتؑ محمدؐ ہیں قتل کرتے ہیں اور ہمارا حق چھینتے ہیں اور آوارہ وطن کرتے ہیں۔ پس فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۝ اے منہال ہمارا حال کتنا دردناک ہے، خدا بھلا کرے مہیار کا اُس نے کیا خوب شعر کہا ہے ؎

یُعَظِّمُوْنَ لَہٗ اَعْوَادَ مِنْبَرِہٖ ۔۔۔ وَتَحْتَ اَرْجُلِھِمْ اَوْلَادُہٗ وُضِعُوْ

بِاَیِّ حُکْمٍ بَنُوْہٗ یَتْبَعُوْنَکُمْ ۔۔۔ وَفَخْرُکُمْ اَنَّکُمْ صَحْبٌ لَہٗ تَبَعٗ

یعنی، منبر کی سیڑھیوں پر تو یہ لوگ رسول اللہؐ کی تعظیم کرتے ہیں (درود و سلام بھیجتے ہیں) اور اپنے پیروں تلے اُن کی اولاد کو روندتے ہیں اے اشقیا کس دلیل سے اولادِ پیغمبرؐ تمھاری متابعت کریں حالانکہ تمہارا سارا فخر و مباہات رسولِ خدا کی صحابیت و تابعیت پر ہے، یہ تو اُن کی آلِ اطہار ہیں۔

سیّد علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ایک دن یزید نے اپنی محفل میں علی ابن الحسین اور عمرو بن حسن علیہم السلام کو طلب کیا۔ اس وقت عمرو کا سِن شریف گیارہ برس کا تھا۔ یزید نے عمرو سے کہا میرے بیٹے خالد سے کشتی کروگے، عمرو نے کہا کشتی نہیں البتہ ایک چھری مجھ کو اور ایک اُس کو دیدے، پھر میں اُس سے لڑونگا، یزید نے کہا: شِنْشِنَۃٌ اَعْرِفُھَا مِنْ اَخْزَمٍ ھَلْ تَلِدُ الْحَیَّۃُ اِلَّا الْحَیَّۃَ ۝ کیوں نہ ہو شیر کا بچہ شیر ہی[1] ہوتا ہے یہ طبیعت تیرے واسطے موروثی ہے۔ اس کے بعد یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام سے کہا وہ تین مطلب جن کے ایفاء کا میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا بیان کریں۔ حضرت نے فرمایا؛

---

[1] یہ ترجمہ محاورہ کے اعتبار سے ہے ورنہ حیّہ سانپ کو کہتے ہیں۔

کیا یہ کافی نہیں ہے کہ ہمارے مردوں کو قتل کیا اور بنیاد ہماری شادی اور تعظیم ہماری ضائع کی اور ہمارے بچوں اور عورتوں کو قید کیا، اگر یہ تیرے لئے موجبِ سکون ہے تو نے سکون پایا۔ پھر اُس نے حکم دیا کہ انکو قید خانہ میں لے جاؤ۔ پھر اس نے منادیوں کو تمام شہروں میں بھیجا تاکہ شہادتِ امام حسینؑ کی خبر ہر طرف مشتہر کریں۔ اس کے بعد اہلبیت کو مع سرِ انور جانبِ شام روانہ کیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جس دن اہلبیت اسیر کر کے شام کی طرف روانہ کئے گئے تو لوگوں نے رات بھر جنوں کے نوحہ کرنے کی آواز سنی۔ پھر سہادی کہتا ہے جب ہم دمشق پہنچے اور ذریتِ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے پردہ و بے نقاب واردِ شہر ہوئی۔ اہلِ شام کہتے تھے کہ ہم نے ان اسیروں سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا، وہ پوچھتے تھے تم کون ہو؟ اس وقت حضرتِ سکینہ دخترِ حسین علیہ السلام نے جواب دیا۔ ہم اسیرانِ آلِ محمدؐ ہیں۔ اس کے بعد دروازہ مسجد پر جس جگہ اسیروں کا شمار ہوتا تھا اہلبیت کو ٹھہرایا گیا۔ امام زین العابدین علیہ السّلام ان دنوں جوان تھے، ایک پیر مرد شامی آکر کہنے لگا، شکر ہے کہ خدا نے تم کو ہلاک کیا اور فساد رفع ہوا۔ اسی طرح کلماتِ بے ادبانہ کہتا رہا جب وہ سب کچھ کہہ چکا تو حضرت نے فرمایا: اے شیخ کیا تو نے قرآن میں اس آیت کو نہیں پڑھا ہے: قُل لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۝ اُس نے کہا پڑھا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جن کی دوستی کو اجرِ رسالت ٹھہرایا ہے وہ ہم ہی ہیں۔ پھر فرمایا: یہ آیت تو نے پڑھی ہے: وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ؛ کہا پڑھی ہے۔ حضرت نے کہا، خدا نے جن کا حق ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہ ہم ہیں۔ پھر فرمایا: تو نے یہ آیت پڑھی ہے: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ اس نے کہا ہاں پڑھی ہے، حضرت نے فرمایا جن اشخاص کی پاکیزگی کی گواہی خدا نے دی ہے وہ ہم ہیں۔ یہ سنکر شامی نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھایا، تین بار کہا بارِ الٰہا میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور کہا خداوندا! میں دشمنان اور قاتلانِ امام حسین علیہ السلام سے بیزاری کرتا ہوں۔ میں نے قرآن پڑھا تھا، اور اب تک ان باتوں سے مطلع نہ تھا۔

ازاں بعد اہلبیت کو دربارِ یزید میں لے گئے اور آوازِ گریہ و شیون خانۂ یزید سے بلند ہوئی، اور یزید کی سب عورتیں اور معاویہ کی بیٹیاں روتی اور ماتم کرتی تھیں، ادھر سرِ مبارک امام حسین علیہ السّلام یزید کے سامنے رکھا گیا۔ حضرت سکینہ نے یزید سے فرمایا، بخدا میں نے تجھ سے زیادہ کسی کو سنگ دل اور کافر اور فخریہ وظالم نہیں پایا۔

کتابِ اَمالی شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ میں مذکور ہے کہ قاسم نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ جب سرِ انور امام حسین علیہ السلام مجلسِ ابن زیاد میں آیا، میں وہاں موجود تھا، پس وہ ملعون چھڑی حضرت

حضرت کے دندانِ مبارک پر لگاتا اور کہتا تھا کہ کیا اچھے ان کے دانت ہیں۔ زید بن ارقم نے اس وقت کہا چھڑی اٹھالے کہ میں نے پیغمبرِ خدا کو دیکھا ہے اس مقام کے بوسے لیتے تھے۔ اس ملعون نے کہا تو بڈھا خرف ہے۔ پس زید اُٹھ کھڑے ہوئے اور دامن کشاں چلے گئے۔ اس کے بعد اہلبیت علیہم السّلام کو اس کے سامنے لائے۔ اُس ملعون نے حکم دیا کہ امام زین العابدینؑ کو قتل کریں۔ پس حضرت نے فرمایا اگر تجھ کو ان مستورات سے قرابت ہو تو کسی کو ان کے ساتھ کرتا کہ ان کو پہنچا دے، اس وقت شقی منفعل ہو کر کہنے لگا تمھیں ان کو پہنچا دو گے۔ پس حق تعالیٰ نے قتل سے حضرت کو محفوظ رکھا۔ راوی کہتا ہے کہ کوئی امر شنیع تر اس سے میں نے نہیں دیکھا کہ سرِ مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام اس شقی کے سامنے رکھا تھا، اور وہ چھڑی لگاتا تھا۔ ایضاً کتابِ مذکور میں لکھا ہے کہ زید بن ارقم اس روز ابنِ زیاد کے پاس سے یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ میں نے پیغمبرِ خدا سے سنا ہے، فرماتے تھے خداوندا میں نے حسینؑ کو تجھے اور تیرے نیک بندوں کو سونپا۔ پس تم نے امانتِ رسولؐ کی کیسی محافظت کی۔

تفسیرِ قمی میں امام جعفرِ صادق علیہ السّلام سے مروی ہے، فرماتے ہیں جس وقت امام زین العابدین علیہ السّلام کو مجلسِ یزید میں لائے تو اُس نے حضرت کی طرف نگاہ کی اور کہا مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ۔ یعنی جو مصیبت کہ تم کو پہنچی ہے پس بسبب ان افعال کے ہے جو تمھارے ہاتھوں سے ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ آیہ ہماری شان میں نہیں ہے۔ ہمارے حق میں یوں وارد ہوا ہے کہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ۔ یعنی کوئی مصیبت زمین میں اور تمھارے نفوس میں نہیں پہنچی مگر یہ کہ قبل از ظہور وہ کتاب میں مسطور ہے اور یہ امر خدا پر آسان ہے تاکہ جو تم سے چلا جائے اس پر محزون و ملول نہ ہو اور جو تم کو ملے اُس پر شاد و خرم نہ ہو۔ حضرت نے فرمایا پس ہم ہیں کہ امورِ فوت شدہ پر غمگین نہیں ہوتے اور جو چیز کہ ہم کو حاصل ہوتی ہے اُس سے شاد نہیں ہوتے۔

کتاب قرب الاسناد میں امام جعفرِ صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب سرِ انور امام حسینؑ کا مع اہلبیتِ طاہرینؑ داخلِ دربارِ یزید ہوا، اور حضرتِ امام زین العابدین علیہ السلام مسلسل بزنجیر و طوق تھے، اس وقت یزید کہنے لگا اے علی ابن الحسینؑ شکر ہے کہ خدا نے تمھارے باپ کو قتل کیا۔ حضرت نے فرمایا لعنت خدا کی اُس شقی پر جس نے میرے باپ کو قتل کیا۔ یہ سنکر وہ شقی غضبناک ہوا اور آنحضرتؑ کے قتل کا حکم دیا۔ پس امام علیہ السلام نے فرمایا، اگر تو مجھے قتل کرتا ہے پس کون ہے جو دخترانِ رسول اللہؐ کو وطن پہنچائے گا، سوا میرے کوئی ان کا محرم نہیں ہے۔ وہ شقی کہنے لگا تمھیں پہنچاؤ گے۔ پھر ایک سوہان منگا کر اپنے ہاتھوں سے

میں یہاں آیا۔ یہودی یہ حال سنکر حیران و متعجب ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر حسینؑ خدا کے نزدیک صاحبِ قدر و منزلت نہ ہوتا خون اس کا ہر درد کی شفا نہ ہوتا۔ پھر وہ یہودی مع اپنی لڑکی کے مسلمان ہوا اور پانچ سو خویش و اقوام اس کے اسلام سے مشرف ہوئے۔

ایک مردِ اسدی سے منقول ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جب لشکرِ بنی امیّہ نے کوچ کیا، میں کنارِ نہرِ علقمہ زراعت کرتا تھا، پس اس قدر عجائب میں نے وہاں دیکھا جن کا ذکر تحریر و تقریر میں نہیں آسکتا از انجملہ ایک یہ ہے کہ جب وہاں ہوا چلتی تھی بوئے مشک و عنبر میرے مشام میں پہنچتی تھی اور جب ٹھہر جاتی تھی تو ستارے دکھائی دیتے تھے کہ آسمان سے زمین پر اتر رہے ہیں اور زمین سے آسمان پر جا رہے ہیں اور میں اپنے متعلقین کے ساتھ تنہا تھا اور کوئی نہ پاتا تھا کہ کیفیت ماجرا اس سے پوچھتا، وقتِ غروبِ آفتاب ایک شیر جانبِ قبلہ سے آتا تھا، میں اس کو دیکھ کر گھر پھر جاتا تھا، جب صبح ہوتی تھی اور آفتاب طلوع کرتا تھا میں گھر سے نکلتا تھا اس وقت شیر کو قبلہ کی طرف جاتا دیکھتا تھا، ایک دن مجھے خیال آیا کہ یہ لوگ خارجی تھے جنھوں نے ابنِ زیاد پر خروج کیا تھا لیکن ان نعشوں سے عجیب کرامتیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ آج رات کو دیکھنا چاہیئے دیکھوں یہ شیر ان نعشوں کو چھیڑتا ہے یا نہیں۔ جب شام ہوئی تو حسبِ معمول شیر آیا، میں اس کی صورت دیکھ کر ڈرا اور دل میں کہا کہ اگر یہ آدمی کا گوشت کھاتا ہوگا تو ضرور میرا قصد کرے گا۔ پس روبرو اس کے کھڑا ہوا وہ لاشوں کے اوپر سے گذرتا تھا تا اینکہ ایک نورانی لاشہ پر سے جو نور و ضیا میں مشابہ آفتابِ عالمتاب تھا یہ شیر اس کے پاس گیا اور بیٹھ گیا، میں نے کہا اب یہ لاش کو کھائے گا لیکن میں نے دیکھا کہ وہ اس پر اپنا منہ ملنے لگا اور نوحہ کرنے لگا۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ عجیب ماجرا ہے پس میں وہاں مزید نگرانی کرتا رہا یہاں تک کہ رات خوب تاریک ہوگئی ناگاہ جنگل سے بہت سی شمعیں نمودار ہوئیں جن سے تمام صحرا روشن و منور ہوگیا اور فریاد و نالہ و ماتم اور نوحۂ غم بلند ہوئی میں اس آواز کی تلاش میں چلا، معلوم ہوا کہ زمین کے نیچے ہے اور ایک ان نوحہ کرنے والوں سے یہ کہتا تھا کہ واحسینا واماماہ یہ سنکر میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ میں ان لوگوں کے نزدیک گیا اور اُن کو قسم خدا و رسولؐ دے کر پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم جنوں کی عورتیں ہیں۔ میں نے کہا کہ تم کیا کرتی ہو، انھوں نے کہا ہم شب و روز عزائے امام حسین علیہ السلام کرتے ہیں، جن کو پیاسا ذبح کیا گیا۔ میں نے کہا یہی حسینؑ ہیں جن کے پاس شیر بیٹھا ہے۔ کہا ہاں! پس میں وہاں سے روتا ہوا پھرا۔

منقول ہے کہ سکینہ دخترِ امام حسین علیہ السلام نے یزید سے کہا کہ میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہے، اگر تو سنے تو بیان کروں۔ کہا بیان کر۔ سکینہ نے کہا کہ شب کو بعد فراغِ نماز میں نے دعائیں پڑھیں

اور بہت روئی اور خستہ ہوگئی، ذرا آنکھ لگی تھی کہ میں نے دیکھا گویا آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور ایک نور آسمان سے زمین پر پہنچا ہے اور حورانِ جنت اتری ہیں اور ایک باغ خورم و تر و تازہ وہاں ہے۔ اس کے درمیان ایک قصر ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ پانچ بزرگوار اس مکان میں داخل ہوئے ہیں ان کے ساتھ ایک خادم ہے، میں نے پوچھا یہ قصر کس کا ہے؟ اس نے کہا تیرے باپ حسینؑ کا، حق تعالیٰ نے ان کو ان کے صبر کے عوض میں بے شمار درجات عطا فرمائے ہیں۔ میں نے کہا یہ بزرگوار کون ہیں؟ کہا اول آدمؑ صفی اللہ، دوسرے نوحؑ نجی اللہ، تیسرے ابراہیمؑ خلیل اللہ، چوتھے موسیٰؑ کلیم اللہ۔ میں نے پوچھا پانچویں بزرگ کون ہیں جو اپنے محاسن ہاتھ میں لئے ہوئے غمگین و محزون ہیں اور گریہ و نالہ کرتے ہیں۔ کہا اے سکینہ تم ان کو نہیں جانتی ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا یہ تمھارے جد رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہیں۔ میں نے کہا یہ سب بزرگوار کہاں جاتے ہیں، کہا تمھارے باپ حسینؑ کے پاس جاتے ہیں۔ میں نے دل میں کہا جدِ عالی کے پاس جا کر دل کا احوال بیان کروں گی۔ پس وہ حضرت آگے چلے گئے اور میں نہ پہنچ سکی اور متفکر ہوئی۔ اسی اثنا میں اپنے جد علی ابنِ ابی طالبؑ کو میں نے دیکھا کہ ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے کھڑے ہیں۔ میں نے فریاد کی یا جداہ! میرے باپ آپ کے بعد قتل کر ڈالے گئے۔ پس حضرت بہت روئے اور مجھ کو سینہ سے لگایا اور کہا، اے بیٹی! صبر و شکیبائی اختیار کر اور مدد و اعانت جنابِ احدیت کی جانب سے ہے پھر تشریف لے گئے اور میں نہ جانتی تھی کہ کہاں جاتے ہیں۔ پس میں متعجب کھڑی رہی، ناگاہ آسمان کے دروازے کھلے اور میں نے دیکھا کہ فرشتے میرے باپ کے سرِ انور پر اتر رہے ہیں اور اوپر جا رہے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ یزید پلید نے جب یہ جگر سوز خواب سنا تو اپنے منہ پر طمانچے مارنے لگا۔ ظالم کہتا تھا مالی و للحسینؑ یعنی میں نے حسینؑ کو کیوں قتل کیا! اور ایک روایت میں یوں وارد ہے کہ سکینہ نے کہا بعدہٗ میرے سامنے ایک بزرگوار آئے جن کا چہرہ چودھویں کی رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا، میں نے خادم سے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا تمھارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں نے حضرتؐ کے قریب جا کر عرض کیا یا جداہ! قسم بخدا کہ ہمارے مردوں کو قتل کیا گیا اور ہمارے خون بہائے گئے اور ہماری حرمت ضائع کی گئی اور شترانِ بے کجاوہ پر سوار کیا گیا اور یزید کے پاس لے گئے۔ پس حضرتؐ نے مجھے اٹھا کر سینہ سے لگایا اور آدمؑ و نوحؑ اور ابراہیمؑ و موسیٰؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، دیکھتے ہو کہ میری امت نے میرے فرزند کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا۔ بعد ازاں اس خادم نے کہا اے سکینہ فریاد و فغاں کم کر کہ تو نے رسول اللہؐ کو رلایا، پھر خادم میرا ہاتھ پکڑ کر قصر میں لے گیا وہاں پانچ بیبیاں باوقار و حشمت دیکھیں جن کے چہروں سے نور ساطع تھا، ان کے درمیان ایک خاتون بزرگ

ہند زوجۂ یزید کا خواب

صاحبِ شکوہ و تجمل بال پریشاں کئے سیاہ کپڑے پہنے تھیں اُن کے ہاتھ میں ایک خون بھرا کُرتا تھا، جس وقت وہ بی بی کھڑی ہوتی تھیں سب بیبیاں بھی کھڑی ہو جاتی تھیں۔ میں نے خادم سے پوچھا کہ یہ بیبیاں کون ہیں؟ اس نے کہا کہ اے سکینہ یہ حوّا ام البشر ہیں اور یہ مریم دخترِ عمران ہیں اور یہ خدیجہ دخترِ خویلد ہیں اور یہ ہاجرہ اور یہ سارہ ہیں اور وہ جو کُرتہ خون آلود ہاتھ میں لئے ہیں جن کے بیٹھنے سے سب بیبیاں بیٹھ جاتی ہیں اور کھڑے ہونے سے سب کھڑی ہو جاتی ہیں وہ تمھاری دادی فاطمہ زہراؑ سیّدۂ عالم ہیں۔ پس میں ان کے نزدیک گئی اور کہا اے دادی بخدا میرے بابا قتل ہوئے اور میں اس کمسنی میں یتیم ہو گئی۔ پس انھوں نے مجھے چھاتی سے لگایا اور ڈاڑھیں مار مار کر روئیں اور سب عورتیں روئیں اور سب نے کہا اے فاطمہ! حق تعالیٰ تمھارے اور یزید کے درمیان بروزِ جزا حکم کرے گا۔ لکھا ہے یزید نے اس خواب کی کچھ اعتنا نہ کی۔

ہند زوجۂ یزید سے منقول ہے وہ کہتی ہے کہ میں اپنی خوابگاہ میں تھی، میں نے دیکھا ایک دروازہ آسمان کا کھل گیا اور ملائکہ سرِ انورِ امام حسینؑ پر گروہ در گروہ اترتے تھے اور کہتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اس اثنا میں ایک ابر نمودار ہوا اس میں بہت سے آدمی تھے اور ایک بزرگوار با چہرۂ تاباں و رخسارہ درخشاں ان کے درمیان تھے وہ دَوڑتے ہوئے حسینؑ کے سر کی طرف آئے اور جھک کر دندانِ حسینؑ چومنے لگے، کہتے تھے اے میرے فرزند تجھ کو قتل کیا، تجھ کو نہ پہچانا، تجھ کو پانی تک نہ دیا، اے میرے فرزند! میں تیرا جد رسولِ خدا ہوں اور یہ تیرا باپ علی مرتضیٰؑ ہے اور یہ تیرا بھائی حسن مجتبیٰؑ اور یہ تیرا چچا جعفرِ طیارؑ اور یہ عقیلؑ اور یہ حمزہؑ و عباسؑ ہیں۔ اسی طرح ایک ایک کا نام اپنے اہلبیت سے لیتے تھے۔ ہند کہتی ہے میں اس خواب کو دیکھ کر بہت ڈری اور بعالمِ پریشانی بیدار ہوئی، ناگہاں ایک نور دیکھا کہ سرِ امام حسین علیہ السّلام پر پھیلا ہے پس میں نے یزید کو ڈھونڈا کیا دیکھا کہ وہ ایک خانۂ تاریک میں اپنا منہ دیوار کی طرف کئے ہوئے نہایت غم میں کہتا تھا کہ مَالِی وَلِلْحُسَیْنِ مجھ کو حسینؑ سے کیا کام تھا۔ اس وقت میں نے اپنا خواب اس کے سامنے بیان کیا، وہ سر جھکائے بیٹھا رہا۔ راوی کہتا ہے صبح کو یزید نے حرمِ محترم کو بلایا اور پوچھا اگر منظور ہو یہاں اقامت کیجئے وگرنہ مدینہ کو مراجعت فرمائیں اور آپ کو میں صلہ اور جائزہ دیتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا اوّلاً ہم چاہتے ہیں کہ عزاداریٔ حسینؑ میں نوحہ و ماتم کریں، کہا بہتر ہے اور ان کے واسطے مکانات خالی کرا دیئے اور کوئی عورت ہاشمی و قریشی باقی نہ رہی جس نے سیاہ کپڑے پہنے نہ ہوں۔

منقول ہے کہ اہلِ حرم سات دن نوحہ و بکا میں مشغول رہے اور آٹھویں دن ان کو بلوا کر رخصت

جناب ام کلثوم کا نوحہ

اور سفر کرنے میں اختیار دیا، انھوں نے مراجعت کو اختیار کیا، یزید نے آراستہ محملیں حاضر کیں، اور ریشمی فرشوں پر اموال انڈیل دیئے اور جنابِ اُمِّ کلثوم سے کہا کہ جو مصائب آپ کو پہنچے ہیں اُن کے بدلہ یہ اموال قبول کر لیں۔ جنابِ اُمِّ کلثوم نے یہ سنکر فرمایا کہ اے یزید! تو کتنا بے حیا اور ڈھیٹ ہے! تو نے میرے بھائی اور گھر والوں کو قتل کر ڈالا اس پر اُن کا خون بہا دیتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اُمِّ کلثوم جب مدینہ جانے لگیں تو روتی تھیں اور یہ اشعارِ دلفگار پڑھتی تھیں ؎

(۱) مَدِیْنَةَ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِیْنَا	فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ جِئْنَا
(۲) اَلَا فَاخْبِرْ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَنَّا	بِاَنَّا قَدْ فُجِعْنَا فِیْ اَبِیْنَا
(۳) وَاِنَّ رِجَالَنَا بِالطَّفِّ صَرْعٰی	بِلَا رُؤُسٍ قَدْ ذَبَحُوا الْبَنِیْنَا
(۴) وَاَخْبِرْ جَدَّنَا اَنَّا اُسِرْنَا	وَبَعْدَ الْاَسْرِ یَا جَدُّ اُسِبِیْنَا
(۵) وَرَهْطُكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَضْحَوْا	عَرَایَا بِالطُّفُوْفِ مُسَلَّبِیْنَا
(۶) وَقَدْ ذَبَحُوا الْحُسَیْنَ وَلَمْ یُرَاعُوْا	جَنَابَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْنَا
(۷) فَلَوْ نَظَرَتْ عُیُوْنُكَ لِلْاُسَارٰی	عَلٰی اَقْتَابِ الْجِمَالِ مُحَمَّلِیْنَا
(۸) رَسُوْلَ اللّٰہِ بَعْدَ الصَّوْنِ صَارَتْ	عُیُوْنُ النَّاسِ نَاظِرَةً اِلَیْنَا
(۹) وَكُنْتَ تَحُوْطُنَا حَتّٰی تَوَلَّتْ	عُیُوْنُكَ ثَارَتِ الْاَعْدَاءُ عَلَیْنَا
(۱۰) اَفَاطِمُ لَوْ نَظَرْتِ اِلَی السَّبَایَا	بَنَاتُكِ فِی الْبِلَادِ مُشَتَّتِیْنَا
(۱۱) اَفَاطِمُ لَوْ نَظَرْتِ اِلَی الْحَیَارٰی	وَلَوْ اَبْصَرْتِ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَا
(۱۲) اَفَاطِمُ لَوْ رَاَیْتِنَا سَهَارٰی	وَمِنْ سَهَرِ اللَّیَالِیْ قَدْ عَمِیْنَا
(۱۳) اَفَاطِمُ مَا لَقِیْتِ مِنْ عِدَاكِ	وَلَا قِیْرَاطَ مِمَّا قَدْ لَقِیْنَا
(۱۴) فَلَوْ دَامَتْ حَیَاتُكِ لَمْ تَزَالِیْ	اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ تَنْدُبِیْنَا
(۱۵) وَعَرِّجْ بِالْبَقِیْعِ وَقِفْ وَنَادِیْ	اَ ابْنَ حَبِیْبِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَا
(۱۶) وَقُلْ یَا عَمِّ یَا الْحَسَنُ الْمُزَكّٰی	عِیَالُ اَخِیْكَ اَضْحَوْا ضَائِعِیْنَا
(۱۷) اَیَا عَمَّاهُ اِنَّ اَخَاكَ اَضْحٰی	بَعِیْدًا عَنْكَ بِالرَّمْضَاءِ رَهِیْنَا
(۱۸) بِلَا رَأْسٍ تَنُوْحُ عَلَیْهِ جَهْرًا	طُیُوْرٌ وَالْوُحُوْشُ الْمُوْحِشِیْنَا
(۱۹) وَلَوْ عَایَنْتَ یَا مَوْلَایَ سَاقُوْا	حَرِیْمَاهُ لَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مُعِیْنَا
(۲۰) عَلٰی مَتْنِ النِّیَاقِ بِلَا وِطَاءٍ	وَشَاهَدْتَ الْعِیَالَ مُكَشَّفِیْنَا